خوشبو!.......

تحریر: حافظ یوسف سراج۔ میاں چنوں

ابتدائی راتوں کے چاند کی مدھم روشنی۔۔۔ اندھیرا اور تاریکی۔۔۔ جب بینا اور نابینا کے مابین حد فاصل زائل ہو چکی ہو۔۔۔ آنکھیں چہار جانب اجالے کی پسپائی اور تاریکی کی حکومت دیکھنے کے سوا کچھ نہ پا سکیں تب ایک بینا اور نابینا میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ دونوں صرف محسوس کرتے ہیں لیکن ۔۔۔ گلشن کے انتہائی تاریک گوشے میں موجود ایک پھول ۔۔۔ تاریکی کے باوجود 'اندھیرے کے باوجود' نظر نہ آنے کے باوجود وہ اپنی موجودگی کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ اسے دیکھے بغیر ہم اسکی موجودگی کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ وہ واقعتاً یہاں ہے کیوں؟ وہ کیا چیز ہے جس نے ہمیں اس بات پر مجبور کیا؟ وہ خوشبو ہے! مہک ہے جس کو دیکھا جا ہی نہیں سکتا صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جس کا کوئی راستہ نہیں روک سکتا۔۔۔ یہ قدرت کی صناعی ہے۔ مخلوق کیلئے خالق کے وجود پہ ایک زبردست اور ناقابل تردید دلیل ہے وہی خالق جس نے گلاب کو رعنائی 'نغشی' زیبائی دی' دیکھنے والوں کیلئے اس میں سامان فرحت پیدا کیا' آنکھوں کیلئے اس میں تراوت بخشی۔۔۔ اسی خالق نے۔۔۔ اے انسان تجھے بھی پیدا کیا اور ۔۔۔ تیری پیدائش کو کائنات کی تمام حسن وجمال سے بھرپور اشیاء پر فوقیت و برتری بخشی اور تیری تخلیق کو احسن قرار دیا فرمایا ''لقد خلقنا الانسان فی حسن تقویم'' (سورۃ التین آیت ۴) ہم نے انسان کی بہترین تخلیق فرمائی۔

حیرت ہے ان احمقوں پہ کہ جو اپنے آپ کو دائرہ احسنیت سے خارج کئے دیتے ہیں۔ یہ کیسے لوگ ہیں انہی میں سے انسانیت کے دامن پہ ایک بدنما دھبہ سر جیمز جینز ہے۔ جانے انہیں انسانیت سے کون سی عداوت تھی کہ اس کے سر سے اشرف المخلوقات ہونے کا جو تاج تھا اس کو تار تار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ وہ انسان جس کے متعلق خالق نے فرمایا: ''خلقتک بیدی'' میں نے تمہیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اس کو رعقل نے کہا یہ سب بغیر کسی منصوبہ بندی کے 'بغیر کسی بنانے والے کے اچانک وجود میں آگیا۔ کہتا ہے کہ ستاروں کی گردش کے دوران مختلف گیسوں کے خراج سے ایک انتہائی معمولی ذرہ کی مانند انسان بنا اور بتدریج ترقی کرتا موجودہ شکل کو پہنچا۔

حیرت مزید دو چند اس وقت ہو جاتی ہے جب ایسے بکواسات کو سائنسی نظریات کا نام دیا جاتا ہے اور لادینیت کے ان نظریات کا زہر میری جوان نسل کے ذہنوں میں انڈیلنے کیلئے پوری وزارت تعلیم کام کر رہی ہے۔

کبھی آپ نے دیکھا ہو کہ بیٹھے بیٹھے اچانک آپکی چائے کی کیتلی نے خود بخود حرکت کی پھر نل سے پانی آیا وہ کیتلی میں چلا گیا۔ تھوڑی سی پتی بھی از خود انہی میں شامل ہو گئی۔ چولہا جلنے لگا اور چائے تیار ہونے لگی۔ پھر ایک کپ گرما گرم چائے کا تیار ہو کر آپکے ہاتھوں میں آپہنچا۔

ایسا دعویٰ کرنے والے کے لئے یقیناً آپ کی رائے خوشگوار نہیں ہوگی اور جو شخص

حیرت مزید دو چند اس وقت ہو جاتی ہے جب ایسے بکواسات کو سائنسی نظریات کا نام دیا جاتا ہے اور ان نظریات کا زہر میری جوان نسل کے ذہنوں میں انڈیلنے کیلئے پوری وزارت تعلیم کام کر رہی ہے

اس پوری کائنات کے خود بخود وجود میں آنے سے متعلق یقین رکھے اور جو ایسے خیالات کو زریں سمجھیں اور معصوم ذہنوں میں منتقل کرنے کو تعلیم گردانیں ایسے لوگوں کے متعلق یقیناً مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہتے ہیں کہ دو چیزوں کا ٹھیک ہونا از حد ضروری ہے ایک معدہ کہ سارے جسم کی درستگی کا دارومدار اس پر ہے اور دوسرا ہے عقیدہ کہ سارے اعمال وکردار اور سوچ کے زاویوں کے پاکیزہ ہونے کا دارومدار اس پر ہوتا ہے اور اسی چیز (عقیدہ) کو ہم خوشبو سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ لوگ عقیدہ توحید سے عاری کاغذی گلاب ہیں جن کی مصنوعی خوشنمائی سے ہم تم مرعوب ہوئے جاتے ہیں اور انکی حقیقت یہ ہے کہ انسان کو بھی حقیر ذرہ، عبث اور فضول سمجھ رہے ہیں۔

اسی قبیل کے ایک اور صاحب ہیں ''ڈارون'' ان کا خیال ہے کہ انسان بندر کی اولاد ہے جو آہستہ آہستہ بعض تبدیلیوں کے وقوع پذیر ہونے کے بعد آج اس شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ دیکھئے عقیدہ توحید کی خوشبو' خدا کو یکتا ماننے کی برکات سے عاری افراد کے اذہان کیسے پراگندہ خیالات کی آماجگاہ ہوتے ہیں۔ اک ہم ہیں کہ انسان ہونا ہمارے لئے اس قدر باعث افتخار ہے کہ ہمیں فرشتہ بننا بھی قبول نہیں کہ ؎

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے
میں مسجود ملائک ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

اور یہ کس ڈھٹائی سے اپنے آپکو بندر کی اولاد کہنے پہ مصر ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ شخص کچھ حقیقت پسند لگتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ کچھ ڈنڈی مار بھی یقیناً ہر وہ شخص جو عقیدہ توحید سے نابلد اور ناآشنا ہے وہ جانور۔۔۔ نہیں جانور سے بڑھ کر ہے میں ہی نہیں عرش والا کہتا ہے:

''اولئک کالانعام بل هم اضل۔'' (اعراف آیت ۱۷۹)

یہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر۔۔۔ یقیناً یہ شخص سچ کہہ رہا ہے۔ لیکن اسے اپنے جانوروں سے بدتر ہونے کا بھی اقرار کرنا چاہئے تھا۔ مگر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہمارے ساتھ تعلیم کے نام پر کس قدر دھوکہ دہی ہو رہی ہے۔ ہم اپنی معصوم نوخیز نسل کو انتہائی دقت و مشکل سے مہنگے اسکولز میں جو تعلیم دلوا رہے ہیں وہ اصل میں ہے کیا؟ انسان کو سطح انسانیت سے گرانا اور اسے بندر کی اولاد بتلانا یہ آج روشن خیالی ہے' ترقی پسندی ہے' جدید ذہنیت ہے۔ اب دنیا چونکہ گلوبل ولیج کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔ کلچر بدل رہے ہیں۔ لہٰذا عفت وحیا' تقدیس و تحریم' آداب انسانی اور حد تو یہ کہ احترام آدمیت کی بھی کوئی ضرورت نہیں اور اسکے برعکس جو لوگ اس تیرہ تار دور میں پاسبان اخلاق گذشتہ ہیں۔ انہیں قدامت پسند کہا جاتا ہے۔ مولوی اور ملا کہہ کے ان کی تحقیر کی جاتی ہے کیا عجب رنگ آسماں ہے کہ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد سنئے!

اے نام نہاد تہذیب کے دلدادہ لوگو!

اگر انسان کو بندر کی اولاد سمجھنا ترقی پسندی ہے۔ اگر تخلیق کائنات کو بے مقصد سمجھنا تعلیم ہے۔ اگر بے حیائی اور بنت حوا کی برہنگی تہذیب ہے۔ رقص و سرور اور میناو جام کا نام کلچر ہے۔ تو معاف کیجئے گا! میں قدامت پسند ہی بھلا ہوں مجھے جاہل ہی رہنے دیجئے میں جاہل ہوں میں غیر مہذب ہوں میرا کلچر سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور یقیناً مسلمان ابھی اتنا بے غیرت نہیں ہوا کہ وہ لفظوں کے ایسے سنہرے جال میں پھنس کے اپنی اصلی تعلیم اور خیالات و اعمال سے دست بردار ہونا گوارا کرلے اسے اپنی خوشبو ہر قیمت پہ عزیز ہے۔ اگر جدید بے سروپا اور فضول باتوں کو بلا عقل و دین کی کسوٹی سے گزارے قبول کرنا ہی ترقی پسندی ہے تو یاد رکھئے پانی ویسا ہی ہے جیسا آج سے لاکھوں سال قبل تھا۔ سورج آج بھی روز اول کی طرح مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ تمہاری ترقی نے رات کو دن سے ابھی تک پہلے نہیں کیا۔ بچے آج بھی کم سن ہی پیدا ہوتے ہیں ہمیشہ کی طرح آج بھی لاکھوں افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں تو پھر کیوں نہ ہم ان سب پر بھی قدامت پسندی کا لیبل لگائیں جی ہاں انہیں بھی بنیاد پرست قرار دیا جائے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اللہ کی فطرت بدلا نہیں کرتی علم وہی ہے جس میں خالق کی توحید کو جانا جائے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''فاعلم انه لا اله الا الله۔'' (محمد آیت ۱۹)

گویا علم خدا کو جاننا ہے اور اسکے بغیر خود کو عالم کہلانا جائے خود جہالت پہ مبنی ہونے کی دلیل ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! رنگیلوں کی چالوں کو سمجھئے میرے نزدیک تمہاری مثال وہی ہے جو ابتداء میں بیان کی کہ تم گلستان ہستی کے پھول ہو' جس توحید کی لاثانی مہک اور خوشبو ہے' مگر تم کاغذی پھولوں سے مرعوب ہو اور اصل کو اصل کہنے سے گھبراتے ہو اب اٹھئے کہ۔۔۔ جعلی عباؤں اور جھوٹی قباؤں کو الٹ دینے کا وقت آچکا ہے' گلستان کائنات پہ تاریکیاں اور بدبودار عقائد کا لامتناہی سلسلہ پھیل

بقیہ صفحہ نمبر 36